12221-کیا ورثاء کے لیے لڑکے اور لڑکی کو برابر حصہ دینے پر اتفاق کرلینا جائز ہے ؟

سوال

ویب سائٹ پر وراثت کے سوالات اس صورت کے متعلقہ ہیں جبکہ متوفی خاوند یا باپ ہو، لیکن میری حالت اس سے مختلف ہے وہ اس طرح کہ میری والدہ فوت ہوچکی ہے اور اس نے اپنے خاندان کے لیے وراثت میں مال و دولت اور کچھ املاک چھوڑی ہے، اولاد میں سب سے بڑا ہونے کی بنا پر (اور میں عورت ہوں) ترکہ کی تقسیم میرے سپرد کی گئی ہے .
آپ کے علم میں مندرجہ ذیل معلومات لانا چاہتی ہوں :

میری والدہ اسلام قبول کرچکی تھی، اور جب وہ فوت ہوئی تو انہوں نے ایک بہن اور دو بھائی سوگوار چھوڑے (جو کہ سب غیر مسلم ہیں) اور ان کے والدین پہلے ہی فوت ہوچکے تھے .

میری والدہ کی اولاد میں تین بیٹیاں اور دو بیٹے شامل ہیں ان میں سے ایک چھوٹا ہے (میرے ملک کے اسلامی قانون کے مفہوم میں وہ اس طرح کہ جو بچہ بھی اٹھارہ برس کی عمر کا ہو اسے عاقل و بالغ شمار کیا جاتا ہے اور اس سے کم عمر کا بچہ چھوٹا شمار کیا جاتا ہے) لھذا اس بنا پر مسئلہ میں قانونی وصی کا خیال رکھا جائے .

میری والدہ کا خاوند جو کہ میرے بہن بھائیوں کا باپ ہے ابھی بقید حیاۃ ہے لیکن میں دوسرے والد کی اولاد ہوں جو فوت ہوچکے ہیں، اس کے بعد والدہ نے دوسری شادی کرلی اور فوت ہونے تک وہ قانونا ان کی اکیلی بیوی تھی لھذا شرعی قانون کے مطابق ترکہ کی تقسیم کس طرح ہوگی ؟

دوسرا سوال: مجھے علم ہوا ہے کہ میت کا ترکہ اسلامی طریقہ کے مطابق تقسیم کرنے کا حکم ہے، لیکن وراثت کے مستحق ورثاء جب مذکورہ ترکہ اپنی ترتیب کے مطابق تقسیم کرنے پر موافق ہوں تو ان کا فیصلہ (overwrite یعنی "کتابت میں زیادہ ہوگا" لیکن سیاق سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہ فیصلہ اس قانون کو رد کردے گا. تو کیا یہ صحیح ہے ؟
جب ورثاء کا متفقہ فیصلہ قانون (شرعی حکم) کو ختم کردے گا تو اسے نافذ اور اس پر عمل کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے ؟

کیا پہلے شرعی حکم کے مطابق ترکہ تقسیم کیا جائے گا، اور پھر ان کے فیصلہ کے مطابق دوبارہ تقسیم ہوگی، یا کہ ابتداء سے ہی ورثاء کی ترتیب کے ساتھ ترکہ کی تقسیم ممکن ہے ؟

برائے مہربانی اسے آپ تفصیل کے ساتھ بیان کریں تا کہ میں اس ذمہ داری کو شرعی قانون اور ان کے اتفاق نبھا سکوں، اس سے کسی بھی کم چیز کا معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالی روز قیامت مجھے اس کا سوال کرے گا ؟

پسندیدہ جواب

ایک چیز پر تنبیہ کرنا ضروری ہے وہ یہ کہ آپ نے سوال میں قانون شریعت کے الفاظ کہے ہیں جو صحیح تعبیر نہیں بلکہ آپ کو چاہیے تھا کہ اس کے بدلے آپ شریعت اسلامیہ کے احکام کے الفاظ استعمال کرتیں .

آپ نے جو سوال کیا ہے اس سے وضاحت ہوتی ہے کہ وراثت آپ کی والد کے خاوند اور آپ بہن بھائیوں کے مابین ہی منحصر ہے، ان میں دو مرد اور دو ہی عورتیں ہیں .

آپ کے لیے مال تقسیم کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ مال کے بارہ حصے کریں جن میں سے آپ کی والدہ کا خاوند تین حصے لے گا اور باقی سارا مال آپ اور آپ کے بہن بھائیوں کے مابین اس طرح تقسیم ہوگا کہ لڑکے کو دولڑکیوں کے برابر حصہ ملے گا (یا باقی مال کو سات حصوں میں تقسیم کریں جن میں سے لڑکا دو حصے اور لڑکی ایک حصہ لے گی) .

مثلا اگر دس ہزار روپیہ ہو تو اس میں سے خاوند کو (2500) دے کر باقی (7500) بچے گا جو سات حصوں میں تقسیم ہوگا تو اس طرح ایک حصہ (1071.5) روپے بنے گا جو کہ ایک لڑکی کا حصہ ہے تو اسے دو سے ضرب دیں تو (2143) روپے بنتے ہیں جو ایک لڑکے کا حصہ ہوگا .

مذکورہ تقسیم اس وقت ہے جب ورثاء اپنا وہ حصہ حاصل کرنا چاہیں جو اللہ تعالی نے ان کے لیے مقرر کر رکھا ہے ، لیکن اگر ورثاء آپس میں کوئی صلح صفائی کے ساتھ تقسیم پر راضی ہوتے ہیں مثلا آپس میں وہ برابر برابر لینے پر اتفاق کرلیں تو پھر خاوند اور اولاد میں کوئی فرق نہیں ہوگا اور نہ ہی لڑکے اور لڑکی میں فرق کیا جائے گا تو یہ بھی شرعا جائز ہے ، لیکن اس کی قانونی تطبیق اور نفاذ آپ کے ملک کے نظام اور قانون پر منحصر ہے .